ٹیپو سُلطان

ایچ۔ ای۔ ایچ۔ دی نظامس اُردو ٹرسٹ

پیش لفظ

ٹیپو سلطان کی کہانی نظامس اردو ٹرسٹ کی تیسری تصنیف ہے۔ اس کہانی کے مصنف جناب اظہر افسر صاحب، آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد کے کہنہ مشق اور تجربہ کار اردو پروگرام پروڈیوسر رہ چکے ہیں۔ موصوف کے کئی اردو ڈرامے حیدرآباد اور دہلی کے ریڈیو اسٹیشن سے نشر کئے جا چکے ہیں۔ اور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ ان کی ڈرامہ نگاری پر انھیں غالب ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔

ہندوستان کی تاریخ جو اب تک لکھی گئی ہے اس میں ملک کے جانثار اور جانباز سورماؤں کو صحیح طور پر پیش نہیں کیا گیا۔ کیوں کہ تاریخ لکھنے والوں یا لکھوانے والوں کا مقصد کچھ اور تھا۔ جناب اظہر افسر صاحب نے ٹیپو سلطان شہید کی زندگی کے ان پہلوؤں کو آسان زبان میں پیش کیا ہے۔ جنہیں ہر ہندوستانی نونہال کو جاننا چاہئے اور خصوصاً کمسن بچے جو ماضی کی شاندار تاریخ سے واقف نہیں ہیں۔ ان کی معلومات کیلئے یہ چھوٹی سی کتاب دلچسپ رنگین تصاویر کے ساتھ چھپوائی گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ایچ ای ایچ دی نظامس اردو ٹرسٹ کی یہ کوشش کامیاب ہوگی۔

عبدالمحمود

سکریٹری

بارِ اول	ایک ہزار (۱۰۰۰)
سنہ اشاعت	سنہ ۱۹۸۹ء
قیمت	پانچ روپے
ناشر	ایچ ای ایچ دی نظامس اردو ٹرسٹ
مطبوعہ	چندن پرنٹرس
	پرنس مارکٹ۔ لاڈ بازار۔ حیدرآباد۔۲
ملنے کا پتہ	ایچ ای ایچ دی نظامس اردو ٹرسٹ
	پریڈ ولا۔ فتح میدان روڈ
	حیدرآباد۔۴

ٹیپو سلطان

وہ شیرِ میسور جس کی گرج سے
ایک بار سارا ہندوستان کانپ
اُٹھا تھا، جس کا نعرہ تھا شیر کی
ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سال
کی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

اس شیرِ میسور کا خوف انگریزوں کے دلوں پر اس قدر چھایا ہوا تھا کہ ٹیپو سلطان
کے شہید ہو جانے کے بعد بھی کئی گھنٹوں تک کوئی نعش کے قریب نہیں جا سکا
ٹیپو سلطان کے باپ سلطان حیدر علی نے مرتے وقت اپنے درباریوں سے کہا تھا
کہ خدا نے مجھے ٹیپو جیسا ایک بیٹا اور دیا ہوتا تو میں آدھی دنیا کو فتح کر لیتا۔
ٹیپو سلطان کو بچپن سے ہی دلیرانہ کھیل پسند تھے۔ جب کبھی بچے شیر بکری کا کھیل
کھیلتے تو وہ ہمیشہ شیر بنتا تھا۔

اسے شیر بہت پسند تھے۔ اس نے اپنے محل میں کئی شیر کے بچے پال رکھے تھے۔
ٹیپو سلطان کو شیر کی دھاریاں بہت پسند تھیں اتنی کہ اس نے اپنے کمرۂ خاص کے
دیواروں کو اسی طرح کی دھاریوں سے رنگوایا تھا، کمروں کے پردے بھی دھاری دار

تھے، جب شکار کو جاتا تھا اکثر شیر کی کھال کا لباس پہنتا تھا۔ دھاریوں والے کپڑے
بعد میں درباریوں اور عام لوگوں کو بھی اتنے پسند آئے کہ سب ایسا ہی لباس پہننے لگے۔

بہادری اور شجاعت میں بھی ٹیپو سلطان کسی غصیلے شیر سے کم نہ تھا اسی لئے اسکے باپ
سلطان حیدر علی نے نو برس کی عمر میں اسے اپنی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تھا۔ تعلیم کے لئے
اس دور کے بہترین استاد ٹیپو کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔

عربی اور فارسی کے علاوہ وہ انگریزی اور فرانسیسی زبان پر بھی عبور رکھتا
تھا۔ گھوڑے سواری، تلوار بازی، نیزہ بازی اور سپہ گری کے فن میں اس قدر
طاق تھا کہ وہ دوسرے سپاہیوں کو ان فنون کی تعلیم دیا کرتا تھا۔

دسمبر ۱۷۸۳ء میں ٹیپو سلطان مالابار کے علاقے میں انگریزوں کے خلاف جنگ
میں مصروف تھا کہ سلطان حیدر علی سخت بیمار ہوا۔ بہت کچھ علاج کیا گیا مگر اسکی
بیماری بڑھتی گئی۔ جب اسے بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو بستر مرگ پر اس نے اپنے

سارے درباریوں کو طلب کیا۔ ایک درباری میر قاسم نے دریافت کیا اب حضور کی طبیعت کیسی ہے شاہی طبیب نے دوا بدلی ہے تو سلطان نے کہا "میر قاسم میں جانتا ہوں میرا آخری وقت آچکا ہے مجھے تکلیف ہے تو بس یہ کہ میں اپنے بیٹے کو دیکھنے سے پہلے اس جہاں سے گزر جاؤں گا۔" پھر سارے درباریوں سے کہا، میر قاسم، سید غفار، دیوان پورنیا رہما مرزا خاں تم لوگ ہمیشہ میرے لڑکے فتح علی ٹیپو کا خیال رکھنا۔ میرے بعد تم سب ٹیپو کے اسی طرح رہنما اور مشیر رہو گے جس طرح میرے رہ چکے ہو، تم سب جانتے ہو کہ اس وقت ہمارا کوئی دشمن ہے تو وہ انگریز ہیں جو اپنی طاقت کے ساتھ ساتھ فریبی چالوں اور مکاری سے ہماری سرزمین کو ہم سے چھیننا چاہتے ہیں۔ نہ صرف ان سے خبردار رہنا بلکہ ہمیشہ میرے ٹیپو کا ساتھ دینا۔ میرے بعد یہ انگریز سر اٹھائیں گے۔ وعدہ کرو کہ اپنے وطن کی حفاظت کیلئے تم سب جان کی بازی لگا دو گے" دیوان پورنیا، میر قاسم، سید غفار اور رہما مرزا خاں ہر ایک نے قسم کھائی کہ عالم پناہ ہم سرزمین میسور کو بدیسی طاقت سے بچانے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہا دیں گے، سلطان حیدر علی نے اپنے چھوٹے لڑکے کریم شاہ کو اپنے قریب بلا کر کہا کہ ۔ "میں جانتا ہوں تم اپنے بڑے بھائی کا ہمیشہ ادب و لحاظ کرتے رہے ہو میرے بعد بھی اس سے اسی ادب سے پیش آنا۔

کریم شاہ نے روتے ہوئے کہا کہ "ابا حضور! آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ آپ ہمارے سروں پر سینکڑوں سال سلامت رہیں۔ آپ بہت جلد اچھے ہو جائیں گے۔"

سلطان حیدر علی نے کریم شاہ کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "بیٹا تم نہیں جانتے ہم اس وقت موت کے پنجے میں گرفتار ہیں اور آخری سانسیں لے رہے ہیں تم سے میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ رہ نہ جائے، بُرا نہ ماننا تم ناچ گانے کے اور محفلوں کے رسیا ہو، شوقین ہو، مگر یاد رکھو ایک سچے سپاہی کو اپنے دشمن کے تن بے سر کا اچھلنا کودنا دیکھ کر رقص سے کہیں زیادہ لطف آتا ہے۔ توپوں کی آواز سُریلے نغموں سے زیادہ مزہ دیتی ہے، تلوار کی جھنکار پازیب کی چھن چھن سے زیادہ خوشی بخشتی ہے۔ مردوں کو محفل میں بیٹھنے کے بجائے گھوڑے کی زین اور میدان جنگ زیب دیتا ہے۔ خدا گواہ ہے اگر میں ٹیپو جیسا ایک اور بیٹا پاتا اور زندگی باقی رہتی تو آدھی دنیا کو فتح کر لیتا۔" پھر سلطان حیدر علی ٹیپو کو یاد کرتے کرتے اس دنیا سے گزر گیا۔

---

۶ دسمبر ۱۷۸۳ء کی شام وہ منحوس شام تھی جب سپہ سالار مہا مرزا خاں، سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا پائیں گھاٹ میں ٹیپو کے خیمہ پر پہنچا اور سلطان حیدر علی کے گزر جانے کی خبر دی، ٹیپو سر تھام کر رہ گیا۔ مہا مرزا نے ٹیپو کو بتایا کہ ایاز خاں جو حیدر نگر اور کوڑیال بندر کا حاکم بنایا گیا تھا اس نے سب قلعہ انگریزوں
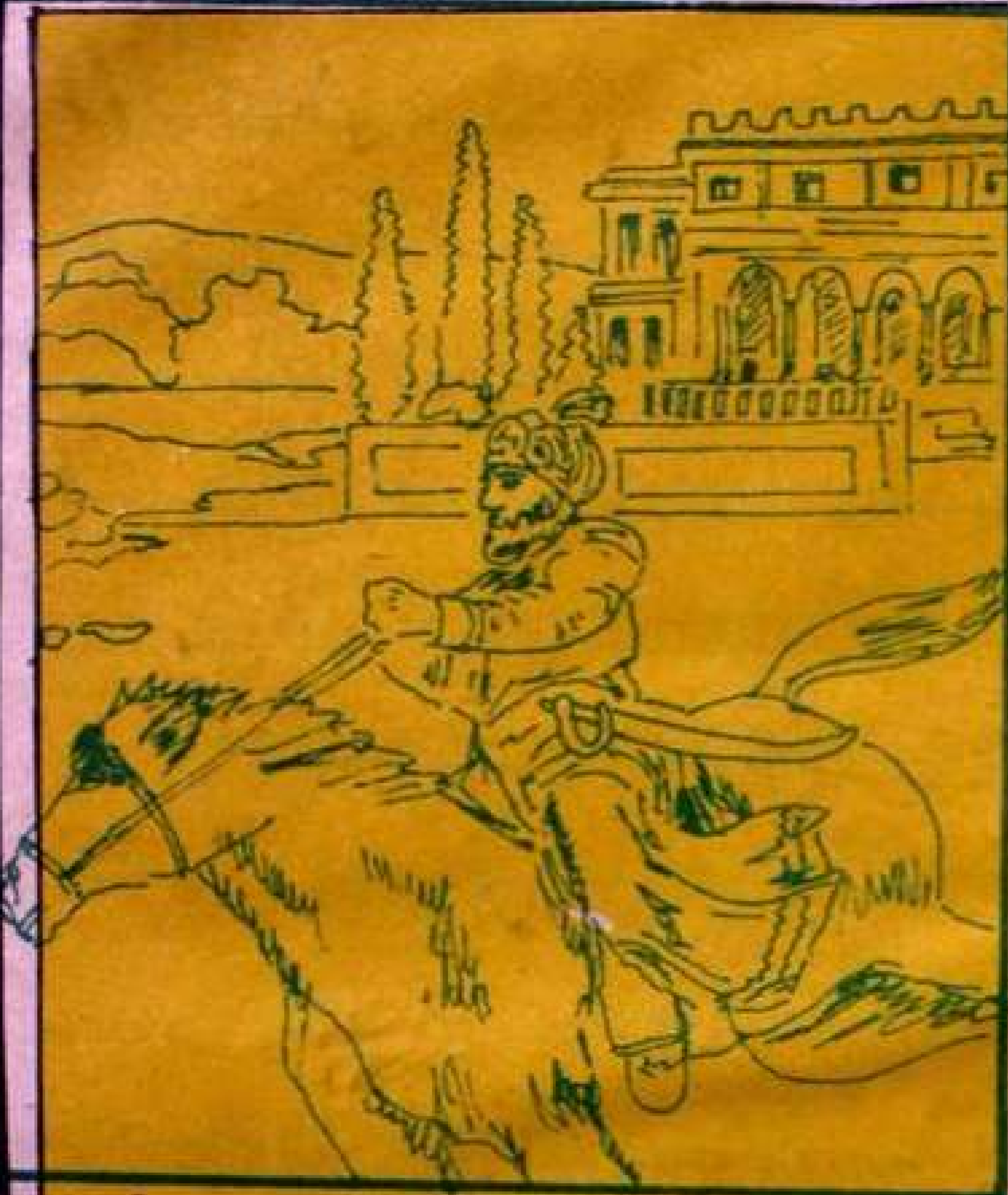
کے حوالے کر کے خود بہت سے زر و جواہر
لے کر جہاز کے ذریعہ بمبئی بھاگ گیا ہے
دوسرے بیسیوں سردار سلطان حیدر
علی کی وفات کی خبر سن کر سر اٹھانے
کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپکے شاہ
جو سرکاری ڈاک کا نگران تھا،
اس نے ڈاک کا سلسلہ بگاڑ دیا ہے
حاکم کڑپہ انگریزوں سے مل گیا ہے۔
میں سارے درباریوں اور امیروں
کی تحریریں ساتھ لایا ہوں جو آپ کی واپسی کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ حضور
فوراً سرنگاپٹنم کا ارادہ کریں اور تخت و تاج سنبھالیں۔

فتح علی ٹیپو سلطان نے ۲۶ دسمبر ۱۷۸۳ء کو میسور کا تخت و تاج سنبھالا۔ سارے
میسور میں شاندار جشن منایا گیا۔ ایک طرف سارے میسور میں ٹیپو سلطان کی تخت نشینی
کا جشن منایا جا رہا تھا تو دوسری طرف لارڈ کارنی والس جو انگریزوں کی طرف
سے ہندوستان کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تھا اس کے محل میں ٹیپو سلطان کے درباری امیر
میر قاسم، میر صادق، پورنیا جو روپے کی لالچ میں انگریزوں کے ہاتھوں بک چکے
تھے چہروں کو کپڑوں سے چھپائے لارڈ کارنی والس سے باتیں کر رہے تھے۔
لارڈ کارنی والس نے اپنے ایک آدمی رنگ راؤ سے کہا۔ میر صادق، میر قاسم

اور یورپ تمام سب ہمارے دوست ہیں ان لوگوں کو وہ خط پڑھ کر سناؤ جو ہم نے حکومت برطانیہ کو لکھا ہے۔

ڈنگر راؤ نے اٹھ کر سب کو سلام کیا اور چند کاغذات جگہ جگہ سے پڑھ کر سنانے لگا۔ حضور لارڈ کارنی والس فرماتے ہیں کہ پچھلے چند برسوں میں پیش آنے والے واقعات سے یہ بات صاف ہو گئی ہے کہ ہم ٹیپو سلطان کا خاتمہ کئے بغیر انڈیا میں اپنے قدم نہیں جما سکتے۔ سلطان حیدر علی نے جگہ جگہ انگریز سپاہیوں کو شکستیں دی ہیں جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ میسور انڈیا کا سب سے بڑا قلعہ ہے سلطان حیدر علی کے مرنے کے بعد ٹیپو نظام اور مرہٹہ فوج پر اپنی بڑائی ثابت کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے اور وہ پیرس اور قسطنطنیہ کے حکمرانوں سے خط و کتابت کر رہا ہے۔ اگر ہم نے ٹیپو سلطان کو نہیں ہرایا تو انڈیا میں اب تک جو ہم نے حاصل کیا ہے وہ سب ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یہاں تک کہ تاجروں کی حیثیت سے بھی ہماری کوئی جگہ نہ رہے گی۔ اگر ٹیپو سلطان کو چند سال امن و چین سے رہنے دیا گیا تو میسور کو صنعت اور تجارت کے میدان میں بھی وہ ہم سے آگے بڑھا دے گا۔ یہاں کا ریشمی کپڑا اور برتن یورپ کے اچھے سے اچھے کارخانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اب تک ہماری کامیابی کا راز ہماری سمندری طاقت تھی۔ ٹیپو سلطان وہ پہلا شخص ہے جس نے یہ راز جان لیا ہے اور میسور میں اب سینکڑوں تجارتی اور جنگی جہاز بنائے جا رہے ہیں۔ جہاز بنانے کے لئے جس

لکڑی کی ضرورت ہوتی ہے، وہ میسور کے جنگلوں میں بہت پائی جاتی ہے اگر ہم کچھ دن یوں ہی انتظار کرتے رہے تو وہ دن دور نہیں کہ ٹیپو کی وجہ سے ہمیں سارا ہندوستان چھوڑنا پڑے ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو ہندوستان چھوڑ دیں یا ٹیپو کا خاتمہ کر دیں۔

ٹیپو کے درباری میر قاسم نے کچھ بولنا چاہا تو لارڈ کارنی والس نے روک دیا۔ بولا تھوڑا ارانکابات اور سن لو، ہم جانتا ہے کہ لڑائی کر کے، چڑھائی کر کے، میسور نہیں جیت سکتا۔ ٹیپو کو بھی نہیں ہرا سکتا، کیسے جیتے گا کیسے لڑے گا، اس میں تم لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے۔ ہاں رنگ راؤ پھر سے پڑھنا شروع کرو۔ خط آگے سناؤ

لارڈ کارنی والس

رنگ راؤ نے پڑھنا شروع کیا۔

نظام اور مرہٹوں کے ساتھ بار بار جنگ کر کے ٹیپو سلطان، زر و جواہر ہی نہیں اپنی طاقت بھی کم کرتا جا رہا ہے۔ ہم کو اگر یہاں حکومت کرنی ہے تو نہ صرف ہمیں منہ مانگا روپیہ چاہئے بلکہ ایسٹ انڈیا کمپنی سے ہر قسم کی مدد کی بھی ضرورت پڑے گی۔

میر صادق نے کہا میسور کے قلعہ کا جنوب مغربی حصہ کافی کمزور ہے۔ انگریز فوج اس طرف گولہ باری کرے تو فصیل کی دیوار آسانی سے ٹوٹ سکتی ہے دوسرے امراء میر معین الدین اور میر قمر الدین بھی ہمارے ساتھ ہیں جیسے ہی قلعہ کی دیوار ٹوٹے گی ہماری فوجیں انگریز فوج کا مقابلہ نہیں کریں گی۔ ہمارے سپاہی سفید جھنڈا دکھا کر اطلاع دیں گے کہ کمپنی کی فوج

اندر آسکتی ہے۔ میر صادق نے کہا کہ میں قلعہ کے اطراف کی خندقوں میں پانی کم کرانے کا پورا انتظام کرادوں گا۔ تاکہ آسانی سے انگریز فوج اندر آسکے اور مدافعت کی لڑائی شروع ہو تو سپاہیوں میں "تنخواہیں تقسیم کی جارہی ہیں" کا اعلان کرادیا جائے گا۔ دیوان پورنیا بھی جو لارڈ کارنی والس سے مل گیا تھا اس نے کہا" حضور آپ فکر نہ کریں آپ کے حملے کے وقت صرف ٹیپو سلطان اور گنے چنے سپاہی ہونگے جو انگریز فوج کا مقابلہ کریں گے۔

لارڈ کارنی والس نے خوش ہو کر کہا" اب سب ٹھیک ہے، ہم نے رات کو حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اب حملہ رات کو نہیں دن میں ہوگا۔ دن کے ایک بجے مئی کی چار تاریخ کو۔

اس کے چند دن بعد ہی ٹیپو سلطان نے اپنے خاص محل میں ان درباریوں کو جنہیں وہ اپنا سمجھتا تھا۔ جن میں سید غفار، بہادر مرزا خاں کے ساتھ دیوان پورنیا، میر قاسم اور میر معین الدین بھی شامل تھے ان سے کہا" ہم نے آپ لوگوں کو یہ بتانے کیلئے بلایا ہے کہ حالات دن بدن بدلتے جارہے ہیں یہاں تک کہ میسور کی جنگ سرنگاپٹنم کی چار دیواری میں لڑی جارہی ہے انگریزوں کی چالیں روزانہ نت نئے گل کھلارہی ہیں۔ نظام علی خاں اور محمد علی والا جاہی کے کورگ سے جو خط وصول ہوئے ہیں ان کے مضمون سے بھی آپ لوگ واقف ہیں، ۵ رفروری سے لارڈ کارنی والس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ قلعہ سرنگا پٹنم سے ۵ میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالے پڑا ہے۔

ٹیپو سلطان

ایک طرف گولہ باری جاری ہے، دوسری طرف صلح نامہ پیش کیا جاتا ہے۔ صلح نامہ کی شرطیں ہیں، آدھی سلطنت میسور، انگریزوں کے حوالے کردی جائے۔ دو کروڑ روپیہ ادا کیا جائے۔ ایک کروڑ روپیہ ابھی مل جائے باقی ٦ مہینے کے بعد اور ہمارے چار بیٹے فوج کے چار بڑے افسروں کے ساتھ فرنگیوں کے حوالے کردیئے جائیں۔ مدت ہے اڑتالیس گھنٹے۔ ہم اپنے فیصلے سے پہلے آپ لوگوں کی رائے جاننا چاہتے ہیں۔

میر قاسم اور دیوان پورنیا نے سر جھکا کر کہا ہم حضور کے خادم ہیں حضور والا کو موجودہ حالات میں دشمن کی شرطیں قبول کرلینی چاہئیں۔ میر صادق نے کہا حضور والا جن حالات سے ہمارا وطن دوچار ہے۔ ان حالات میں ہم دشمن کو زیادہ دنوں تک سرنگاپٹم سے دور نہیں رکھ سکتے۔

ٹیپو سلطان کے ایک وفادار سردار سید غفار نے کہا حضور والا میں بڑے ادب سے عرض کرونگا کہ انگریز ہمیں بار بار دھوکہ دیتے آئے ہیں موجودہ صلح نامہ ان کا آخری صلح نامہ نہیں ہے ہوسکتا ہے آئندہ وہ ان سے بھی بدترین شرطیں پیش کریں۔ ایک اور جانباز نے کہا کہ حضور خادم کو سرنگاپٹم کے ان چالیس ہزار سرفروشوں کی جراءت و ہمت پر پورا اعتماد ہے جو آپ کے ایک اشارہ پر جان کی بازی لگا سکتے ہیں۔ حضور والا ہم دشمن سے ٹکر لیں گے۔ ایسی کسی شرط کو قبول

نہیں کریں گے جس سے ہماری آن پر حرف آتا ہو۔ اس سرزمین کا بچہ، بوڑھا، جوان ہر شخص اپنی آزادی کی قیمت ادا کرنے کو تیار ہے۔ یا پھر ہمیں بے غیرتی اور غلامی کی وہ زندگی قبول کرنی پڑے گی جس سے موت بہتر ہے۔ یہ سن کر ٹیپو سلطان کی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔

ٹیپو سلطان نے دلاور خاں سے کہا

دلاور خاں

دلاور خاں ہم تمہارے جذبات کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ دشمن ہمارے وطن کی سرحدوں تک کیسے پہونچے اور ہمارے فوجی عہدیداروں نے کس طرح اپنا فرض ادا کیا اس پر سوچ بچار کرنے کا اب وقت نہیں رہا۔ جو کچھ ہوگیا سو ہوگیا۔ روپیہ اگر انگریزوں کا مقصد ہے تو ہم سارا خزانہ ان کے حوالے کرسکتے ہیں۔ وہ صرف میرے لڑکے، روپیہ اور سلطنت ہی نہیں چاہتے بلکہ ہمارے وجود ہی کو اس سرزمین سے ختم کردینا چاہتے ہیں میسور ہی نہیں وہ سارے ہندوستان کو ذلت اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لینا چاہتے ہیں۔ وہ سب کچھ چاہتے ہیں جن سے صدیوں تک ہم اپنا سر بلند نہ کرسکیں۔ اب صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اپنے وطن کے چپہ چپہ کی آزادی اور حفاظت کے لئے جان کی بازی لگادی جائے۔ جو ہماری ان باتوں سے اتفاق نہیں کرتا وہ ہمارے اس محل سے چپ چاپ چلا جاسکتا ہے۔ خدا کی قسم ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے۔ کچھ نہیں پوچھیں گے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ خود کو اور آنے والی نسلوں کو نیلام کرنے جارہا ہے وہ جاسکتا ہے

اور ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو قلعہ سرنگاپٹم کے باہر توپوں کے دھماکے شروع ہو گئے۔ دیوان پورنیا نے دوڑتے ہوئے آکر خبر دی کہ حضور انگریزوں نے قلعہ کی جنوبی دیوار پر گولہ باری شروع کر دی ہے جس سے قلعہ کی دیوار میں ایک بہت بڑا شگاف پڑ گیا ہے۔

کچھ دیر بعد میر قاسم دوڑتا ہوا آیا اور بولا ' حضور فرنگی قلعہ میں گھس آئے ہیں۔

قلعہ سرنگاپٹم کی جنوب مغربی دیوار پر انگریزوں کا حملہ

ٹیپو سلطان نے جوش و حیرت سے کھڑے ہو کر کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے ' ہمارے سردار میر معین الدین ' میر قمر الدین اور سید غفار کے سپاہی کہاں ہیں۔

میر قاسم نے سر جھکا کر کہا حضور سید غفار شہید ہو گئے۔ میرے خیال میں آپ قلعہ کے شمالی راستے سے باہر نکل جائیں۔ باہر آپ کے لئے سواری کا انتظام موجود ہے۔ آپ کسی طرف بھی جا سکتے ہیں۔

ٹیپو سلطان نے غصہ سے کانپتے ہوئے کہا ' میر قاسم تم ہمیں یہ مشورہ دے رہے ہو کہ ہم یہاں سے چھپ کر بھاگ جائیں ' میرا گھوڑا کہاں ہے ' میں انگریزوں کی طرف جاؤنگا

ٹیپو سلطان نے کہا "میں انگریزوں کی طرف جاؤں گا"۔

شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ افسوس ہم نے ان لوگوں پر اعتماد کیا جو اعتماد کے لائق نہ تھے۔ میر قاسم اور پورنیا اس مشورہ کا پھل تم کو ہی نہیں تمہاری نسلوں کو بھی ملے گا۔ وہ تلوار سونت کر گھوڑا دوڑاتا ہوا قلعہ کی اس جانب پہنچا جہاں ٹیپو کے سپاہی انگریز فوجوں سے مقابلہ کر رہے تھے۔

ٹیپو سلطان ایک نعرہ لگا کر انگریز فوج پر ٹوٹ پڑا، دیکھا کہ اس کا ایک سچا وفادار دلاور خاں بھی سر سے پیر تک زخمی ہو چکا ہے لیکن انگریز سپاہیوں کو روکے ہوئے ہے۔ ٹیپو سلطان نے دیکھتے ہی دیکھتے بے شمار سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایک سپاہی نے ٹیپو سلطان کے گھوڑے کو نشانہ بنایا۔ گھوڑا گر پڑا تو ٹیپو گھوڑے سے اتر کر پیدل لڑنے لگا۔ انگریز سپاہیوں نے اسے گھیر لیا۔ ٹیپو سلطان اپنے ایک ایک وار سے جو قریب آتے اسے ختم کرتا چلا گیا۔ کسی نے ایک گولی ٹیپو سلطان کے دل پر چلائی، ٹیپو سلطان تیورا کر گر پڑا۔ ایک گورا سپاہی ٹیپو کے قریب آیا چاہتا تھا کہ اس کی کمر سے سونے کی پیٹی نکال لے۔ ٹیپو نے لیٹے ہی لیٹے ایک زور کا ہاتھ مارا اور

گورے کو وہیں ختم کر دیا۔ دوسرے گورے نے ٹیپو کے سر پر گولی چلائی۔ ایک طرف ہم
کا سورج غروب ہو رہا تھا دوسری طرف آفتاب میسور دم توڑ رہا تھا۔ سرزمین میسور
گواہ رہنا میں نے اپنی آخری سانس تک تیری حفاظت کی۔ لارڈ کارنی والس جلدی جلدی
چلتا ہوا آیا پوچھنے لگا، "ویل کدھر ہے ٹیپو" میر صادق نے کہا کہ لارڈ صاحب ٹیپو کی لاش
آپ کے سامنے ہے۔ لارڈ کارنی والس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ بولا، یہ ٹیپو
کی لاش نہیں، انڈیا کی لاش ہے آخر ہم نے ٹیپو کو مار ڈالا۔ اب آہستہ آہستہ سارا
انڈیا لے لے گا۔ دلاور خاں نے بیباکی سے کہا، ٹیپو کو آپ نے نہیں مارا لارڈ صاحب
ٹیپو کو ہم نے مارا ہے۔ ہماری جہالت اور خود غرضیوں نے مارا ہے۔ آپس کے نفاق
نے مارا ہے۔ جھوٹی شان اور چند ٹکوں کے بدلے بک جانیوالے ضمیر نے مارا ہے
لارڈ کارنی والس نے پوچھا۔ "یہ کون ہے؟" میر صادق نے کہا "ٹیپو کا ایک وفادار"
لارڈ کارنی والس بولا۔ یہ ابتک کیسے زندہ ہے۔ "شوٹ کر دو"!
میر قاسم نے پستول نکال کر زخمی دلاور خاں پر چلا دیا اور وہ تڑپ کر ٹیپو سلطان

کے پیروں پر گر پڑا۔

ٹیپو سلطان کو شہید ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے مگر کوئی اس کے قریب نہیں جا سکا۔ صبح سلطان ٹیپو کی لاش کو پالکی میں ڈال کر محل بھیجا گیا، محل میں پہلے ہی کہرام مچا ہوا تھا شہزادوں خدمت گاروں اور دوسرے لوگوں نے آخری دیدار کیا، جنازہ اٹھا تو راستے کے دونوں طرف انگریز فوجیں صف باندھے کھڑی تھیں۔

جنازے کے آگے پانچ انگریز کمپنیاں ادب سے چل رہی تھیں اس کے بعد ٹیپو سلطان کے درباری تھے سب سے پیچھے ٹیپو سلطان کے بیٹے ننگے سر جا رہے تھے۔ ہزاروں ہندو مسلمان ہر مذہب و ملت کے لوگ جنازے کو دیکھ کر دہاڑیں مار مار کر رونے لگے۔

آخر سلطان حیدر علی کی قبر کے قریب ہی اس شیر میسور کو دفن کر دیا گیا۔

مرہٹوں کے سردار باجی راؤ پیشوا نے ٹیپو سلطان کے شہید ہو جانے کی خبر سُنی تو کہا۔ افسوس آج میرا دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا۔

اظہر افسر